OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

سنن ابی داود کے رواۃ کی توضیح وتنقیح: بذل المجہود کا خصوصی مطالعہ

Explanation and Refinement of Sunan e Abī Dawūd's narrators: Special Study of Bzl-al-Majhūd

Dr. Muhammad Haroon
Lecturer, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Sargodha, Sargodha
Muhammad Irfan
Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat
Talib Ali Awan
Doctoral Candidate Islamic Studies, University of Gujrat, Gujrat

Abstract

The hadith is divided into two parts.one is called *Matan e Ḥadīth* and the other is called *Sanad e Ḥadīth* (the chain of transmission).The chain of transmission is the most important source of ḥadīth. It is not possible to preserve a ḥadīth without a sanad. Based on this, the criteria for examining and accepting the ḥadīth have been established. In view of the importance of the sanad, the narrators further developed it, as a result of which the knowledge of *Rijāl* ('Ilm e Rijāl) came into existence. Muḥaddisīn have done research on this magnumopus art from various angles. Permanent works have also been written in this regard. The commentators of *ḥadīth* have also discussed it in detail in the commentaries of the books of *ḥadīth*. The name of Moulāna Khalīl Aḥmad Sahāranpurī appears prominently in the commentators of the ḥadīth who have presented a critical study of the situation of the narrators. If it is said that Bazl-al- Majhūd is an encyclopedia of Sunan Abū Dā'wūd's rijāl, it is correct. Hence, Moulāna Khalīl Aḥmad Sahāranpurī has talked about the tradition in sanad, in this regard, he has also pointed out the errors of the previous commentators of the *ḥadīth* with rhetoric arguments. During the discussion on ruwāt, he judiciously adopted all the methods adopted by the experts while discussing the narrators.

Key words: Sahāranpurī, chain of transmission, knowledge of Rijāl, Previous commentators

CC BY

تمہید

علم حدیث میں حدیث کو دو اجزاء پر منقسم کیا جاتا ہے۔ایک متنِ حدیث اور دوسرا سندِ حدیث۔سند، حفاظتِ حدیث کا سب سے اہم اور مضبوط ذریعہ ہے،سند کے بغیر حدیث کی حفاظت ممکن نہیں۔سند کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ وہ روایت ثقہ اور عادل روایوں سے منتقل ہوتی ہوئی ہم تک پہنچی ہو۔اسی کی بنیاد پر حدیث کو پرکھنے اور قبول کرنے کے معیار مقرر کیے گئے ہیں۔سند کی اہمیت کے پیشِ نظر محدثین نے اس کو مزید ترقی دی جس کے نتیجے میں علم رجال کا فن وجود میں آیا جس میں محدثین نے ہزاروں راویوں کے حالاتِ زندگی کو محفوظ کیا، ثقہ اور ضعیف کا فرق بتایا۔رجال کے کے علوم میں سے ایک اہم علم "علم جرح وتعدیل" بھی ہے جس کی مدد سے رجالِ حدیث کا تنقیدی مطالعہ کیا جاتا ہے اور راویانِ حدیث کے بارے میں ضروری اور اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں،اسی بناء پر اہل علم راوی کے حالات کے بارے میں معلومات جمع اور تحقیق کرنا انتہائی ضروری امر سمجھتے ہیں۔اس فن کی اہمیت کے پیش نظر محدثینِ عظام نے علم جرح وتعدیل پر مختلف پہلوؤں سے محققانہ کام کیا،اس سلسلے میں مستقل تصانیف بھی منصۂ شہود پر آئیں اور شارحینِ حدیث نے کتبِ حدیث کی شروحات میں کہیں بسط وتفصیل کے ساتھ اور کہیں اجمال واختصار کے ساتھ،اس پر گفتگو کی ہے۔جن شارحین نے راویوں کے حالات کا تنقیدی مطالعہ پیش کیا ہے ان میں صاحب بذل المجہود مولانا خلیل احمد سہارن پوری (م1346ھ/1927ء) کا نام نمایاں دکھائی دیتا ہے۔زیرِ نظر سطور میں یہ دیکھنا ہے کہ مولانا سہارن پوری نے اپنی عربی زبان میں 14 جلدوں میں شائع ہونے والی شرح سنن ابی داوٗد موسوم بہ **بذل المجہود فی حل سنن ابی داؤد** میں راویوں کے حالات کس طرح پیش کیے ہیں اور ان پر کس طرح تبصرہ کیا ہے؟

سند کا لغوی مفہوم

لفظ سند کا مادہ س ن د آتا ہے، لغت میں سند کے کئی سارے معانی آتے ہیں،ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا،زمین کا بلند حصہ اور کسی پست جگہ سے اوپر چڑھنا وغیرہ۔چنانچہ خلیل بن احمد فراہیدی (م170ھ) لکھتے ہیں:سند : ماارتفع من الارض فی قبل جبل او واد وکل شیء اسندت الیه شیئا فهو مسند[1] "زمین کا وہ بلند حصہ جو کسی پہاڑ یا وادی کی جانب سے ہو،اور وہ چیز جس کی طرف تو کوئی چیز منسوب کرے ،اس کو مسند کہا جاتا ہے"۔ابن فارس (م365ھ) لکھتے ہیں: سند :السین والنون والدال اصل واحد،یدل علی انضمام الشئ الی شئ،یقال: سندت الی الشئ[2] "سند:س ن د حروف اصلیہ ہیں ،ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانے کا نام سند ہے،جیسا کہ کہا جاتا کہ میں نے ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دیا"۔مزید برآں لسان العرب میں بھی یہی معنی بیان کیے گئے ہیں:ماارتفع من الارض فی قبل الجبل او واد والجمع اسناد[3] "پہاڑ یا کسی وادی کی طرف چڑھتے ہوئے زمین کے بلند حصے کو سند کہا جاتا ہے"۔اب تک کی بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ لفظ سند کے لغت میں بہت سارے معانی آتے ہیں،زمین کے بلند حصے کو بھی سند کہتے ہیں،کسی پست جگہ سے اوپر چڑھنا،اسی طرح ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا وغیرہ لیکن موخر الذکر معنی مذکورہ تمام معانی میں سے سند کے اصطلاحی معنی سے مطابقت رکھتا ہے۔

سند کا اصطلاحی مفہوم

حافظ ابن حجر (م852ھ) کے مطابق:وهو الطريق ا لموصلة إلى المتن والمتن هو غاية ما ينتهى إليه الإسناد من الكلام[4] "سند اس طریق کو کہتے ہیں جو متن تک پہنچاتا ہے اور متن وہ ہے جہاں سند کی انتہاء ہوتی ہے"۔ابن جماعہ نے اپنی کتاب میں تعریف ان الفاظ میں کی ہے: الاخبار عن طریق المتن[5] "متن کے طریق کی خبر دینا"۔

تراجم رواۃ میں مولانا سہارن پوری کا اسلوب

مولانا سہارنپوری نے رواۃ کے تراجم اور ان پر حکم لگانے کے حوالے سے مختلف مناہج اختیار کیے ہیں۔ ذیل میں ان مناہج کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

راوی کے نام کی تعیین

بعض اوقات راوی کے نام کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں، اس کی مثال کتاب الصلاۃ کے باب ما یجب علی المؤذن من تعاهد الوقت کی روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں حدثنا الاعمش کے الفاظ آتے ہیں: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ[6] مولانا سہارنپوری حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ میں الاعمش کے نام کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: سلیمان بن مهران [7]۔

وہ راوی جو اپنی کنیت سے معروف ہو اس کے نام کی وضاحت

بعض اوقات کوئی اپنی کنیت کے ساتھ مشہور ہوتا ہے، اس حوالے سے مختلف مناہج کے ساتھ اس کا ترجمہ کرتے ہیں، کبھی تو صرف اس کے نام کی تعیین کرتے ہیں، باقی تفصیلات سے تعرض نہیں کرتے۔ اس کی مثال مذکور روایت کی سند میں آنے والے راوی ابو صالح ہیں، مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: (عن ابی صالح) السمان، اسمه ذکوان [8] "ان کا اصل نام ذکوان ہے"۔

کبھی نام کی تعیین کے ساتھ ساتھ اس پر ائمہ جرح و تعدیل کے حوالے سے حکم بھی لگاتے ہیں، اور اگر وہ راوی تابعین میں سے ہو تو اس بات کی بھی تعیین کرتے ہیں کہ اس نے کس کس صحابی سے روایت کی ہے۔ اس کی مثال کتاب الصلاۃ کے باب رفع الصوت بالاذان کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں ابو یحیی کا نام ہے: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ النَّمَرِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي يَحْيَى[9] مولانا سہارنپوری سند میں آنے والے راوی ابی یحیی کے نام کی تعیین کرتے ہیں لکھتے ہیں (عن ابی یحییٰ) هو سمعان الاسلمی، مولاهم، المدنی[10] چونکہ یہ تابعی ہیں اس لیے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ انہوں نے کن کن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، لکھتے ہیں: روی عن ابی ہریرة، وابی سعید الخدری وابی عمرو، وسهل بن سعد [11] "انہوں نے حضرت ابو ہریرہ، ابو سعید خدری، ابو عمرو اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے"۔ پھر ان کے بارے میں ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ذکره ابن حبان فی الثقات، وقال النسائی فی کتاب الجرح والتعدیل: لیس به باس، قال الشوکانی: وفی اسناده ابویحیی الراوی له عن ابی ہریرة، قال ابن القطان: لایعرف، وادعی ابن حبان فی الصحیح ان اسمه سمعان[12] "ابن حبان نے انہیں ثقہ رواۃ میں لکھا ہے، جب کہ امام نسائی نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں فرمایا: لیس بہ باس۔ اسی طرح علامہ شوکانی کا کہنا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، جب کہ ابن القطان کا کہنا ہے کہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ ابن حبان کے مطابق ابی یحیی کا اصل نام سمعان ہے۔"

راوی کے نام کی تعیین، اور پیش روشارحین کی تقریر سے اس پر جرح و تعدیل

کبھی کبھی اپنے پیش روشارحین میں سے کسی کی تقریر سے بھی راوی کے اصل نام کی تعیین کرتے ہیں، مزید برآں ان کی روایت شدہ احادیث کی طرف بھی اشارہ کر دیتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الجنائز کے باب کم یدخل القبر کی اس روایت سے ملتی ہے جو حضرت عامر الشعبی سے مروی ہے: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ

عَامِرٍ، قَالَ: «غَسَّلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ، وَالْفَضْلُ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَهُمْ أَدْخَلُوهُ قَبْرَهُ» ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُرَحَّبٌ أَوْ أَبُو مُرَحَّبٍ[13] روایت میں آنے والے راوی ابو مرحب کے اصل نام کی تعیین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:قال الحافظ فی تهذیب التهذیب: مرحب ،اور ابو مرحب ،او ابن ابی مرحب ،ویقال اسم ابی مرحب : سوید بن قیس ،له حدیث واحد : ان عبد الرحمن بن عوف نزل فی قبر النبی ﷺ[14] "حافظ ابن حجر اپنی تالیف تھذیب التھذیب میں لکھتے ہیں:مرحب ،یا ابو مرحب ،ابن ابی مرحب۔ابو مرحب کا اصل نام سوید بن قیس ہے ،اور ان سے صرف یہی حدیث مروی ہے،وہ یہ کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی قبر مبارک میں اترے تھے"۔ان کی جرح وتعدیل بھی حافظ ابن حجر کی تقریر سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قا ل بن عبد البر :ثقة فی الکوفیین ،ولایوجد ان ابن عوف کان مع الذین دخلوا قبر النبی ﷺ الا من هذا الوجه ،قال فی التقریب مختلف فی صحبته[15] " ابن عبد البر ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان کا تعلق کوفہ کے محدثین سے ہے اور یہ ثقہ راوی ہیں،البتہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی قبر میں داخل ہونے کا قصہ صرف انہی کی روایت سے ہی ملتا ہے ،اور کسی روایت میں ایسا منقول نہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو نبی ﷺ کی قبر مبارک میں داخل ہوئے تھے۔مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ حافظ ابن حجر نے تقریب التھذیب میں ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے پر بھی اختلاف ذکر کیا ہے۔"

راوی کے نام کو ضبط کرنے کے بعد کنیت اور لقب

بعض اوقات راوی کے نام کو ضبط کرتے ہوئے اس کے لقب اور کنیت کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔اس کی مثال کتاب الطہارۃ کے باب فی الرجل یرد السلام وهو یبول کی اس روایت میں ملتی ہے جس کے راوی حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ ہیں: عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ أَبِي سَاسَانَ[16] مولانا سہارنپوری حضین بن المنذر ابی ساسان کے بارے میں لکھتے ہیں:(ابی ساسان)البصری بمهملتین ،وهو لقبه ،وابو محمد کنیته[17] "ابو ساسان بصری ہیں۔یہ ان کا لقب ہے،اور ابو محمد ان کی کنیت ہے"۔مولانا سہارنپوری نے صرف لفظ کو ضبط کر کے کنیت اور لقب کی وضاحت کی ہے۔

راوی کے نام میں اختلاف کو ذکر کر کے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال

بسا اوقات کسی راوی کے نام میں اختلاف ہوتا ہے ایسی صورت حال میں اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور آخر میں اپنی رائے کا بھی اظہار کرتے ہیں۔اس کی مثال کتاب الطہارۃ کے باب مایجزئ من الماء فی الوضوء کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند کے الفاظ یہ ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسٍ[18] سند مذکور میں آنے والے راوی عبد اللہ بن جبر کی توضیح کرتے ہوئے سب سے پہلے اسے ضبط کیا ہے اور بعد میں اختلاف کی طرف اشارہ کیا ہے،نام کو ضبط کرتے ہوئے لکھتے ہیں: عن عبد الله بن جبر بفتح الجیم وسکون الموحدة ،ابن عتیک الانصاری المدنی[19] جبر جیم کے فتحہ یعنی زبر کے ساتھ اور باء کے سکون کے ساتھ ،ابن عتیک ،الانصاری المدنی"۔ان کے نام میں اختلاف کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وقدوقع الاختلاف فی تسمیة اسم هذا الراوی فی الراویات ،ففی ابی داؤدفی روایة محمد بن الصباح عن شریک عن عبدالله بن عیسی سماه عبدالله بن جبر ،وفی ابی داؤد بروایة شعبة قال: حدثنی عبد الله بن عبد الله بن جبر ،وهکذا قال

مسلم فی روایة شعبة : عبد الله بن عبد الله بن جبر ،وفی النسائی بروایة شعبة: عن عبد الله بن جبر ،وفی ابی داؤد بروایة یحیی بن آدم عن شریک قال:ابن جبر بن عتیک ،وهكذا كله صحیح لیس فیه اختلاف ،فان الراوی هو عبد الله بن عبدالله بن جبر ،ومن قال:عبد الله بن جبر او ابن جبر فقد نسبه الی جده [20]" جاننا چاہیے کہ راوی مذکور کے نام میں روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے، سنن ابی داؤد میں طرق کے اختلاف کے ساتھ ساتھ راوی کے نام میں بھی اختلاف واقع ہوا ہے جب کہ حدیث کی دیگر کتب میں بھی غور کرنے سے مختلف طرق میں نام بھی مختلف پایا جاتا ہے۔ مثلا سنن ابی داؤد میں محمد بن صباح کے طریق سے نام عبد اللہ بن جبر ہے جب کہ شعبہ کے طریق سے عبد اللہ بن عبد اللہ جبر اور یحیی بن آدم کے طریق سے ابن جبر بن عتیک ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم میں بھی شعبہ کے طریق سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر ہے لیکن سنن نسائی میں شعبہ کے طریق سے عبد اللہ بن جبر مذکور ہے۔ مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں کہ تمام کے تمام طرق صحیح ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لیے کہ راوی کا اصل نام تو عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر ہے ، اب جس نے صرف عبد اللہ بن جبر یا ابن جبر کہا تحقیق اس نے ان کے دادا کی طرف نسبت کر دی ، حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں۔" مولانا سہارنپوری نے راوی کے نام میں اختلاف کو مختلف طرق کے ساتھ پیش کر کے آخر میں حقیقت اختلاف کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ پھر آخر میں ان پر ائمہ جرح وتعدیل کی طرف سے لگائے حکم کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:وثقه ابن معین والنسائی ،قال ابن ابی حاتم : سالت ابی عنه فقال: ثقة[21]" ابن معین اور امام نسائی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے، اسی طرح ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے ان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ راوی ہیں۔"

راوی کا ترجمہ کیے بغیر اس پر جرح وتعدیل

بعض اوقات کسی راوی کا ترجمہ کیے بغیر ہی اس پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کے ذریعے حکم لگا دیتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الطہارۃ کے باب فی الاستنجاء بالماء کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں یونس بن حارث کا نام آتا ہے۔ یونس بن حارث کے بارے لکھتے ہیں:(عن یونس بن الحارث)الثقفی الطائفی ،نزیل الكوفة ،ضعیف ،ذكره ابن حبان فی الثقات ،وقال النسائی : ضعیف ،وقال ابن معین: كنا نضعفه ضعفا شدیدا ،وقال ابن معین مرة: لا شیئ،وقال هومرة:لیس به باس ،یكتب حدیثه ،وقال الساجی : ضعیف الا انه لایتهم بالكذب[22]"یونس بن الحارث ثقفی یعنی بنو ثقیف اور طائف سے تعلق رکھنے والے ہیں، لیکن بعد میں کوفہ منتقل ہو گئے۔ یہ ضعیف راوی ہیں، ابن حبان نے ثقات میں یہی لکھا ہے، اسی طرح امام نسائی نے بھی انہیں ضعیف قرار دیا ہے، جب کہ ابن معین کا کہنا ہے کہ ہم تو انہیں بہت زیادہ ضعیف راوی سمجھتے ہیں، ایک مرتبہ ابن معین نے فرمایا کہ یہ تو قابل قدر راوی ہی نہیں ہیں، اور ایک مرتبہ فرمایا: ان کا کوئی اعتبار نہیں، البتہ ان کی احادیث لکھی جا سکتی ہیں، اور علامہ ساجی نے فرمایا: یہ راوی تو ضعیف ہیں لیکن متہم بالکذب نہیں ہیں۔"

راوی کا نام، کنیت، حکم اور وفات

کبھی کبھی کسی راوی کے نام، کنیت، حکم اور وفات ہی کا تذکرہ کرتے ہیں، اس کے ترجمہ سے تعرض کرتے ہیں اور نہ ہی ائمہ جرح وتعدیل میں سے کسی کے قول کو پیش کرتے ہیں، بلکہ بغیر کسی نسبت کے حکم ذکر کر دیتے ہیں، اس کی مثال کتاب الطہارۃ کے

باب فی الاستبراء کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں عمرو بن میمون راوی ہیں، ان کے بارے میں مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: (عمرو بن میمون) بن اوس بن الجعد ،ابوعثمان الواسطی البزار البصری ،ثقة ثبت ،مات سنة 225ھ[23] "عمرو بن میمون بن اوس بن الجعد، ان کی کنیت ابو عثمان ہے، الواسطی، البزار اور البصری کی نسبت بھی رکھتے ہیں، ثقہ راوی ہیں، ان کی وفات 225ھ میں ہوئی۔

راوی کا نام ضبط کرنے کے بعد حکم

کبھی کبھی کسی راوی کے نام کو صرف ضبط کرتے ہیں اور پھر ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال کی روشنی میں اس پر حکم لگاتے ہیں، ایسی صورت حال میں نہ تو راوی کے ترجمہ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی وفات کا۔ اس کی مثال کتاب النکاح کے باب فی الاکفاء کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں عبد الواحد بن غیاث کا نام آتا ہے۔ مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: (حدثنا عبد الواحد بن غیاث) بکسر المعجمۃ آخرہ مثلثۃ، المربدی البصری ابو بحر الصیرفی[24] "عبد الواحد بن غیاث، لفظ غیاث غین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، ابو بحر ان کی کنیت ہے، اور المربدی، البصری اور الصیرفی نسبت ہے"۔ مختصر سے تعارف کے بعد ان پر حکم لگاتے ہوئے لکھتے ہیں: قال ابوزرعة : صدوق ،وقال صالح بن محمد : لاباس به ،وقال الخطيب : كان ثقة،وذكره ابن حبان فى الثقات ،زاد البغوى : وكان اعور[25] "ان کے بارے میں امام ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں: صدوق یعنی یہ بہت سچے راوی ہیں، صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ اتنے قابل اعتماد تو نہیں لیکن حرج بھی نہیں، خطیب بغدادی لکھتے ہیں: یہ ثقہ راوی ہیں، جب کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے، البتہ امام بغوی نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ یہ اعور یعنی کانے تھے"۔

کتب رجال کا حوالہ دیتے ہوئے راوی کی نسبت کی وجہ تسمیہ اور اس پر حکم

بعض اوقات کسی راوی کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی نسبت کی وجہ تسمیہ کا بھی ذکر کرتے ہیں اور پھر ائمہ کے اقوال پیش کر کے اس پر حکم لگاتے ہیں، ایسی صورت حال میں کبھی کتب رجال کا بھی حوالہ دے دیتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الطلاق کے باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں محمد بن عبد الملک بن مروان کا نام آتا ہے۔ مولانا سہارنپوری لکھتے ہیں: (حدثنا محمد بن عبد الملك بن مروان) الواسطى،ابوجعفر الدقيقى ،قال السمعانى فى الانساب: بفتح الدال المهملة والياء الساكنة آخر الحروف بين القافين ،هذه النسبة الى الدقيق وبيعه وطحنه ،واشتهر بهذه النسبة جماعة من اهل العلم ،منهم ابوجعفر محمد بن عبد الملك بن مروان بن الحكم الدقيقى الواسطى ،من اهل واسط ،سكن بغداد ،وكان من اهل العلم ،صدوقا ثقة ،وهو اخو يوسف بن عبد الملك[26] "محمد بن عبد الملک بن مروان الواسطی، ابو جعفر کنیت ہے اور الدقیقی کی نسبت سے جانے جاتے ہیں، علامہ سمعانی کتاب الانساب میں فرماتے ہیں: الدقیقی دال کے فتحہ اور یائے ساکنہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، ان کو دقیقی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ گندم پیستے اور آٹا فروخت کرتے تھے۔ یاد رہے کہ دقیقی کی نسبت کے ساتھ بہت سارے اہل علم معروف ہیں، انہیں میں سے ابو جعفر محمد بن عبد الملک بن مروان بن الحکم ہیں، انہیں واسطی اس لیے کہتے ہیں کہ ان کا تعلق واسط شہر سے تھا، بغداد میں بھی سکونت اختیار کی، ان کا شمار متبحر اہل علم میں ہوتا ہے، یوسف بن عبد الملک کے بھائی ہیں اور ثقہ رواۃ میں شمار کیے جاتے ہیں"۔ ان کی ثقاہت و عدم ثقاہت کے بارے میں علمائے جرح و تعدیل کے اقوال پیش کیے ہیں، مولانا سہارنپوری حافظ ابن حجر کی تھذیب التھذیب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: وقال الحافظ فى

تهذيب التهذيب: قال ابن ابى حاتم : كتبت عنه مع ابى بواسط ،وسئل عنه ابى فقال: صدوق ،وقال ابوداؤد: لم يكن بمحكم العقل ،وقال ابن عقدة عن محمد بن عبدالله الحضرمى : كان ثقة،وقال الدار قطنى: ثقة،وقال مسلمة بن قاسم : ثقة ،وذكره ابن حبان فى الثقات[27] "حافظ ابن حجر اپنی تالیف تھذیب التھذیب میں لکھتے ہیں: ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں ابو واسط کے ساتھ مل کر ان سے احادیث کو لکھا، اسی طرح فرمایا: میرے والد سے ان کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیسے راوی ہیں؟ تو جواب میں فرمایا: صدوق یعنی سچے راوی ہیں۔ البتہ امام ابو داؤد ان کے بارے میں لکھتے ہیں: یہ کامل العقل نہیں تھے۔ ابن عقدہ نے محمد بن عبد اللہ الحضرمی کے حوالے سے فرمایا: یہ ثقہ راوی ہیں۔ امام دار قطنی نے بھی انہیں ثقہ قرار دیا ہے، مسلمہ بن قاسم بھی انہیں ثقہ کہتے ہیں، اسی طرح ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے"۔

کسی مبہم راوی کی تعیین کرتے ہوئے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال سے حکم

کبھی کبھی سند حدیث میں کوئی مبہم راوی ہوتا ہے، مولانا سہارنپوری پیش رو محدثین کے اقوال کو پیش کرتے ہیں، پھر دیگر کتب حدیث میں سے کسی ایک کی سند کو ذکر کر کے اس راوی کے اصل نام کی تعیین کرتے ہیں اور آخر میں اپنی رائے کا بھی اظہار کرتے ہیں، نیز اس ضمن میں راوی مذکور پر ائمہ جرح وتعدیل کے ذریعے سے حکم بھی لگاتے ہیں۔ اس کی مثال کتاب الطلاق کے باب بقیۃ نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث کی اس روایت سے ملتی ہے جس کی سند میں **بعض بنى ابى رافع** کا نام آتا ہے۔ یہ کون شخص ہیں؟ اس کی تعیین مختلف ائمہ کے اقوال سے پیش کی ہے:

حافظ ابن حجر کی رائے

مولانا سہارنپوری حافظ بن حجر کی رائے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (اخبرنى بعض بنى ابى رافع)قال الحافظ فى الاصابة: وشيخ ابن جريج الذى وصفه بانه بعض بنى رافع لا اعرف من هو،وقال فى تهذيب التهذيب : قال: اخبرنى بعض بنى ابى رافع عن عكرمة ،عن ابن عباس : طلق ابو ركانة ،يحتمل ان يكون هو الفضل بن عبيد الله بن ابى رافع [28]"حافظ ابن حجر الاصابہ میں لکھتے ہیں کہ ابن جریج کے شیخ جن کا وصف بعض بنى ابى رافع بیان کیا گیا ہے، مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کون ہے، لیکن اپنی دوسری کتاب **تهذيب التهذيب** میں اس کی تعیین کرتے ہوئے سب سے پہلے اس سند کو ذکر کیا ہے جس میں بعض بنى ابى رافع کا نام آتا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: اخبرنى بعض بنى ابى رافع عن عكرمة ،عن ابن عباس : طلق ابو ركانة،اس کے بعد فرماتے ہیں میرے خیال میں بعض بنی ابی رافع سے مراد فضل بن عبید اللہ بن ابی رافع ہیں"۔

امام حاکم کی رائے

اس کے بعد مولانا سہارنپوری نے امام حاکم کی مستدرک کی اس سند کا ذکر کیا ہے جس میں بعض بنی ابی رافع کا تذکرہ ہے اور ساتھ ہی ان کی طرف سے لگائے گئے حکم کی بھی وضاحت کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:قلت : وقد اخرج الحاكم فى مستدركه هذا الحديث بسنده عن ابن جريج عن محمد بن عبيد الله بن ابى رافع مولى رسول الله ﷺ ،عن عكرمة ،عن ابن عباس رضى الله عنه قال: طلق عبد يزيد ابوركانة ام ركانة الحديث،مثل حديث ابى داؤد ،الا انه لم يذكر فيه ثلاثا [29]"امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اس حدیث کو ابن جریج کی سند سے یوں ذکر کیا ہے: عن

ابن جريج عن محمد بن عبيد الله بن ابى رافع مولى رسول الله ﷺ ،عن عكرمة ،عن ابن عباس رضى الله عنه قال: طلق عبد يزيد ابوركانة ام ركانة،اس حدیث کے وہی الفاظ ہیں جو سنن ابی داؤد میں مذکور ہے،البتہ اتنا فرق ہے کہ سنن ابی داؤد والی روایت میں تین طلاقوں کا ذکر ہے جب کہ مستدرک کی روایت تین طلاقوں کے ذکر سے خالی ہے۔مولانا سہارنپوری نے جو مستدرک کی روایت ذکر کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ سنن ابی داؤد میں مروی روایت میں بعض بنی ابی رافع کی تعیین ہوسکے، جس کی تصریح امام حاکم کی مستدرک میں ہو رہی ہے کہ ابن جریج کے شیخ کا یہاں نام مذکور ہے اور وہ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہے جو سنن ابی داؤد میں بعض بنی ابی رافع کے نام سے مروی ہے۔اب یہ کیسے راوی ہیں؟اس کی وضاحت کرنے کے لیے مولانا سہارنپوری نے ائمہ جرح وتعدیل کے بہت سارے اقوال جمع کر دیے ہیں ،سب سے پہلے امام حاکم کی طرف سے بیان کیے گئے الفاظ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال الحاكم: هذا الحديث صحيح الاسناد ،ولم يخرجاه ،وانت تعلم ان محمد بن عبيدالله بن ابى رافع ضعيف جدا[30]" امام حاکم اس حدیث کے بعد تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے لیکن شیخین نے اس کو اپنی صحیحین میں ذکر نہیں کیا،اور یہ بات تو سب پر عیاں ہے کہ محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع تو بہت زیادہ ضعیف راوی ہے"۔اس کے بعد دیگر ائمہ کے اقوال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:قال البخارى: منكر الحديث،قال ابن معين : ليس شيئ،وقال ابو حاتم : ضعيف الحديث،منكر الحديث جدا،ذاهب ،وقال ابن عدى : هو فى عداد شيعة الكوفة ،وقال البرقانى عن الدارقطنى : متروک،وله معضلات،وذكره ابن حبان فى الثقات،واخرجه الذهبى فى تلخيصه ،وحكى قول الحاكم : ان الحديث صحيح الاسناد ،ثم تعقب ،وقال : قلت محمد واه ،والخبر خطا[31]" امام بخاری نے انہیں منکر الحدیث کہا ہے،جب کہ ابن معین فرماتے ہیں:لیس شیئ یعنی بہت ہی کمزور راوی ہیں،ابو حاتم نے فرمایا:بہت زیادہ ضعیف اور منکر الحدیث اور حدیث کو ضائع کرنے والا ہے،ابن عدی نے فرمایا: ان کو کوفہ کے شیعہ میں شمار کیا جاتا ہے،علامہ برقانی نے امام دارقطنی سے نقل کیا ہے کہ یہ متروک ہیں یعنی ان کی احادیث کو لائق ترک سمجھا جائے،جب کہ ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے،علامہ ذہبی نے اپنی تلخیص میں امام حاکم کا قول نقل کیا ہے: یہ حدیث تو صحیح الاسناد ہے، لیکن راوی مذکور بہت زیادہ ضعیف ہے،اور ساتھ یہ بھی فرمایا: محمد بن عبید اللہ فضول اور بہت کمزور راوی ہیں اور ان کی خبر خطا پر مبنی ہوتی ہے"۔

مولانا سہارن پوری کی رائے

اس ساری تفصیل کے بعد مولانا سہارنپوری اپنی ذاتی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:فالذى عندى ان ما وقع مبهما هو محمد بن عبيدالله بن ابى رافع ،كما يدل عليه سند الحاكم و الذهبى فى تلخيصه[32]" اس ساری تفصیل کو جان لینے بعد میری ذاتی رائے وہ ہے جسے امام حاکم نے اپنی مستدرک میں اور علامہ ذہبی نے اپنی تلخیص میں ذکر کیا ہے کہ بعض بنی ابی رافع سے مراد محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع ہیں۔

علامہ ابن قیم کی رائے

اپنی ذاتی رائے کے اظہار کے بعد ابن قیم کی رائے بھی ذکر کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا سہارنپوری کے نزدیک ابن قیم کی رائے زیادہ وزنی ہے،اور ان کا رجحان اسی قول کی طرف ہے،چنانچہ لکھتے ہیں: وقال ابن القيم فى الهدى: قالوا:

وابن جريج انما رواه عن بعض بنى ابى رافع ،فان كان عبيد الله فهو ثقة معروف ،وان كان غيره من اخوته فمجهول العدالة ،لاتقوم به حجة [33] "ابن قیم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ابن جریج جب بعض بنی ابی رافع سے روایت کرتے ہیں، اگر اس سے عبید اللہ مراد ہوں تو وہ ثقہ راوی ہیں جو کہ سب جانتے ہیں، اور ان کے علاوہ ان کے بھائیوں میں سے کوئی ہو تو پھر وہ مجہول العدالۃ ہے جو حجت نہیں بن سکتا"۔

خلاصہ بحث

اگر کہا جائے کہ **بذل المجہود** سنن ابی داؤد کے رجال کا جامع انسائیکلوپیڈیا ہے، تو بجا ہو گا۔ مولانا سہارنپوری نے سند میں آنے والے رواۃ پر سیر حاصل گفتگو کی ہے، اس حوالے سے ان تمام مناہج کو بروئے کار لائے ہیں جو عام طور پر ماہرینِ علمِ جرح وتعدیل اپنی کتب میں اپناتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ سابقہ شارحینِ حدیث کے تسامحات کی بھی دلائل کے ساتھ نشاندہی کی ہے۔**بذل المجہود** میں رواۃ کے تراجم اور ان پر حکم کے حوالے سے مختلف طریقے اپنائے گئے ہیں۔ مقالہ کے نتائجِ بحث درج ذیل ہیں:

- مولانا سہارن پوری کبھی صرف راوی کے اصل نام کی تعیین کرتے ہیں۔
- بسا اوقات کوئی راوی اپنی کنیت سے مشہور رہوتا ہے مولانا سہارنپوری اس کے اصل نام کی تعیین کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس حوالے سے ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا بھی سہارا لیتے ہیں۔
- راویوں کے حالات پر بیان کرتے ہوئے ان پر ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کے ذریعے حکم بھی لگاتے ہیں۔
- اکثر اوقات راوی کے نام کو ضبط بھی کر دیتے ہیں جس سے قاری کے لیے اس لفظ کو پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔
- بسا اوقات کوئی راوی مبہم ہوتا ہے مولانا سہارنپوری اس راوی کی تعیین کرتے ہوئے ماہرینِ علمِ جرح وتعدیل کے اقوال پیش کر دیتے ہیں، اور ساتھ ساتھ کتب رجال کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔
- مولانا سہارن پوری کی اس شرح کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ راویوں کے حالات کا تنقیدی مطالعہ کرتے ہوئے اگر پیش رو شارحین میں سے کسی سے کوئی تسامح ہوا ہو تو اولا اس تسامح کو بیان کرتے ہیں اور پھر دلائل کے ساتھ اس کا درست پہلو منصۂ شہود پر لاتے ہیں۔
- مولانا سہارن پوری نے **بذل المجہود** میں راویانِ سنن ابی داؤد کا تنقیدی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔ جس سے ایک قاری کو جہاں فنِ جرح وتعدیل سے واقفیت ہوتی ہے تو وہیں ماہرینِ علمِ جرح وتعدیل کے بارے میں بھی بہم معلومات ملتی ہیں۔

References

[1]Abū Abdul Rahmān Khalil bin Ahmed bin āmār bin tamim farāhidi, *Kitab āl-aāin,* (Beirūt: Maktāba al-hilal, 1414AH, Research: Mah'di al-mākhzoomi wad-ibrāhim al-sam'rāi, Bab-al-haa wān-noon), 2:284

[2] Abū al-Hūssain, Ahmed bin faris bin zakariyya, *Muh'jām Maqāyis al-lughāh*(Beirūt: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī,1422 AH) , 2:472

[3] Ibn-e-Mānzūr Jamāl-ul-din Mūhāmmād bin Mukarram bin Ali āl-misri al-Afrīqī, *Lisān al-'Arab* (Beirut: Dar Sadir,), 220/3.

[4]Abū'al Fazal Ahmed Bin Ali bin Hajar Asqalani, *Nukh'ba tūl fik'r fi Mustaleh ah'lul asar*, (Dimashq: Makhtaba tul ghazalai 1410 AH, Research Al Sheikh Muhammad aooz and Muhammad Ghaiyyas Al Sabagh, al is'nad), 4:0 724.
[5] Bādar-al-Din Muhāmmad Bin Ibrahim Bin Jama'aa, *Al-manhil-āl-rovi'ya fi mukhtasir' uloom-āl-hadith-ān-nabāwi*,(Dimashq: Dār al-fik'r, 1986 AH, Research Dr.Muhai ud Din Abdul Rehman Ramzan) 30.
[6] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Kitāb-Al-Salāt , Hādith No. 515.
[7]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 3:317.
[8]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 3:318.
[9] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Kitāb-Al-Salāt , Hādith No. 513.
[10]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 3:313.
[11]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 3:313.
[12]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 3:313.
[13]Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Kitāb-Al-Jānā'iz, Bāāb"Lam Yad Khul Al' Qahar") Hādith No. 3209 .
[14]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 10:499.
[15]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 10:499.
[16] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Kitāb-Al-Taha'rah, Hādith No. 17.
[17]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:223.
[18] Abū Dāwūd, Sulymān ibn al-Ash'ath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (Kitāb-Al-Taha'rah, Hādith No. 95.
[19]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:481.
[20]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:481.
[21]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:482.
[22]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:306.
[23]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 1:300.
[24]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8:6.
[25]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8:6.
[26]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8:193.
[27] Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[28]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[29]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[30]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[31]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[32]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.
[33]Saharan Puri, *Bazlul Mahjood*, 8: 183.